مولائی صلِّ وسلِّم دائماً ابداً — درسِ حدیث — علٰی حبیبک خیر الخلق کلّھم

حضرتِ اقدس پیرومرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

صحابہ کرامؓ اپنی نہیں دُوسروں کی تعریف کیا کرتے تھے

غربت کے باوجود معاشرتی تقوی ۔ چوری باطنی بیماری ہے

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 57 سائیڈ A 1986 - 4 - 4)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہٖ اجمعین امابعد !

جنابِ رسول اللہ ﷺ کے مختلف صحابہ ہیں مختلف اُن کے لیے فضیلت کے اَلفاظ ہیں۔ حضرتِ ابوعبیدہ ابنِ جراح رضی اللہ عنہ جو عشرۂ مبشرہ میں ہیں اور اِتنے سمجھدار ایسے بلند پایہ تھے کہ حضرتِ آقائے نامدار ﷺ کے دُنیا سے رُخصت ہونے کے بعد جو ثقیفۂ بنی ساعدہ میں مجلس ہوئی اُس میں حضرتِ ابوبکرؓ اور دُوسرے مہاجرین پہنچے، ابوبکرؓ نے تقریر کی تقریر کے بعد اُنہوں نے یہ کہا کہ خلافت کی بیعت عمرؓ کے ہاتھ پر کرلو یا ابوعبیدہؓ کے ہاتھ پر کرلو، اِن دونوں کا ہاتھ اُنہوں نے پکڑا۔ تو ابوعبیدہؓ کا مقام بہت بلند تھا سمجھداری کے لحاظ سے اور ہر طرح کی صلاحیتوں کے لحاظ سے اور عشرۂ مبشرہ میں ہیں رضی اللہ عنہ۔ حضرتِ ابوعبیدہؓ نے حضرتِ آقائے نامدار ﷺ سے جو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے بارے میں لقب سُنا تھا وہ سُناتے ہیں تو اِرشاد فرمایا خَالِدٌ سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ یہ اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں وَنِعْمَ فَتَی الْعَشِیْرَۃِ[1] اور یہ اپنے گھرانے اپنے خاندان اپنے ماحول کے بہت اچھے جوان ہیں، یہ کلمات

---

[1] مشکٰوۃ شریف ص ۵۸۰

رسول اللہ ﷺ نے اُن کی تعریف میں فرمائے۔ نقل کررہے ہیں حضرتِ ابوعبیدہ ابنِ جراح رضی اللہ عنہ۔

صحابہ ایک دُوسرے کی تعریف کیا کرتے تھے اپنی نہیں :

اور صحابۂ کرامؓ میں یہی ملتا ہے بیشتر کہ وہ ایک دُوسرے کی تعریف ہی کرتے رہے بہت کم ایسے ہیں کسی خاص مصلحت سے کسی خاص ضرورت سے کوئی جملہ تعریف کا ہوا پنے بارے میں ورنہ نہیں۔

حضرتِ عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ کوئی بات چلی تھی اُس پر فرمایا کہ سب لوگ یہ جانتے ہیں اِنِّی مِنْ اَعْلَمِھِمْ کہ میں صحابۂ کرام میں سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہوں وَلَسْتُ بِاَفْضَلِھِمْ کہتے ہیں افضل میں اُن سے نہیں صرف یہ بتا رہا ہوں کہ معلومات میرے پاس بہت ہیں اور میں نے جنابِ رسول اللہ ﷺ سے ستر سے زیادہ یا ستر سورتیں خود سن کر پڑھ کر یاد کی ہیں اور میں سب کے بارے میں جانتا ہوں کہ فلاں آیت فلاں جگہ فلاں وجہ سے نازل ہوئی یہ مجھے معلومات ہیں اور اگر میں یہ جانوں کہ مجھ سے زیادہ کوئی علم والا ہے تو میں اُس کے پاس سفر کرکے پہنچوں اور صاف صاف فرمادیا اُنہوں نے کہ لَسْتُ بِاَفْضَلِھِمْ افضل میں نہیں وہ تو اللہ جان سکتا ہے کہ اُس کے یہاں کون افضل ہے؟ اور جو حقیقت تھی وہ بھی ظاہر فرمادی۔ اُن کے شاگرد حضرات کہتے ہیں کہ میں مختلف حلقوں میں بیٹھا تو اُن کی بات کا رَد کرنے والا میں نے کوئی نہیں سُنا مَا سَمِعْتُ رَادًّا سب کو یہ بات تسلیم تھی کہ ابنِ مسعودؓ بہت زیادہ علم والے ہیں۔

ایک فتویٰ آگیا میراث کا فتویٰ تھا حضرتِ ابوموسیٰ اشعریؓ نے وہ حل کیا اور کہا کہ اُن کے پاس چلے جائیں اور جو میں نے کہا ہے وہ بھی تقریباً وہی کہیں گے، وہ (لوگ) گئے وہاں اُنہوں نے کہا نہیں فتویٰ تو اِس طرح نہیں ہے اگر میں ایسے فتویٰ دُوں تو پھر تو میں گمراہی میں پڑجاؤں اِس کا صحیح جواب یہ ہے، وہ جواب دیا پھر وہ وہاں پہنچا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس تو اُنہوں نے تعریف کی ابن مسعودؓ کی، اُنہوں نے یہ نہیں کہا کہ میرے فتوے کو غلط کہہ دیا ہے بلکہ اُنہوں نے اُس بات کو جو فتویٰ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے دیا اپنے علم میں اِضافہ سمجھا اور بہت تعریفی کلمات کہے کہ "علامہ" ہیں یہ اور ٹھیک ہی رہو گے (تم لوگ) جب تک یہ علامہ موجود ہیں کہ یہ صحیح بات بتاتے رہیں گے فتویٰ بتاتے رہیں گے مسئلہ بتاتے رہیں گے۔

یہ تعریف نہیں ہے بلکہ تعارف ہے :

تو بہت کم ملے گا کہیں ایسا کہ جو اپنی تعریف میں کوئی کلمات کہہ دے (اور حقیقت میں) وہ تعریف

نہیں ہے بلکہ تعارُف ہے ایسے سمجھنا چاہیے جیسے کوئی کہتا ہے میں فلاں جگہ سے آیا ہوں فلاں جگہ مدرس ہوں یا پروفیسر ہوں یا اَور بڑا ہوں اُس سے، جو بھی کچھ کہتا ہے وہ اپنے بارے میں کہ میں نے یہ یہ پڑھا ہے یہ یہ کیا ہے تو وہ تعارُف کرا رہا ہے۔ اور تعریف میں تو فخر ہوتا ہے ایک طرح کا وہ خراب بات ہے وہ نہیں تھی اِن حضرات میں، ضرورتاً بتا دینا وہ اَلگ چیز ہے۔

حضرتِ بُرَیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں چار سے محبت رکھوں۔ چار ایسے ہیں میرے صحابہ میں کہ جن کے بارے میں مجھے یہ فرمایا گیا کہ اِنہیں محبوب رکھوں وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّہٗ یُحِبُّھُمْ اور مجھے یہ بتلایا اللہ تعالیٰ نے کہ وہ بھی اُنہیں محبوب رکھتا ہے۔ تو صحابہؓ کرام کو تو بہت زیادہ شوق تھا وہ تو اپنی زندگی کی بازی لگاتے رہتے تھے ہر وقت کہ اللہ کا محبوب اور رسولِ خدا ﷺ کا محبوب بنیں تو اُنہوں نے پوچھا کہ جناب اِرشاد فرما دیجیے اُن لوگوں کے نام کیا ہیں جن کے بارے میں جناب کو حکم ہوا ہے تو ہم بھی اُن سے محبت رکھیں یہ بھی مسئلہ کی ایک بات ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عَلِیٌّ مِّنْہُمْ اُن میں علی ہیں تین دفعہ یہ اِرشاد فرمایا اور فرمایا ابوذر اور مقداد اور سلمان اَمَرَنِیْ بِحُبِّھِمْ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّہٗ یُحِبُّھُمْ [1] اللہ نے حکم فرمایا ہے مجھے کہ میں اُنہیں محبوب رکھوں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنا محبوب قرار دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اُن کو محبوبین میں شامل فرما رکھا ہے۔

حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کتنے بڑے آدمی تھے لیکن تواضع ایسی تھی کہ وہ فرماتے ہیں اَبُوْبَکْرٍ سَیِّدُنَا وَاَعْتَقَ سَیِّدَنَا [2] ابوبکر ہمارے سردار ہیں ہمارے بزرگ ہیں آقا ہیں اور اُنہوں نے ہمارے آقا کو آزاد کیا ہے یعنی بلال رضی اللہ عنہ کو، اُن کے لیے بڑے اچھے کلمات ہیں۔ تو یہ بلال بھی سردار ہیں ہمارے حالانکہ حضرتِ بلال رضی اللہ عنہ عشرۂ مبشرہ میں نہیں ہیں داخل، یہ اَلگ بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ایسے کلمات ملتے ہیں جن سے یہ اَنداز ہوتا ہے کہ یہ جنتی ہیں جیسے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ میں نے شبِ معراج میں تمہارے پاؤں کی جوتوں سمیت جو آواز ہوتی ہے وہ آواز سُنی ہے چپلوں سمیت تمہاری چال کی آواز سُنی ہے تو تم کونسا عمل ایسا کرتے ہو جو اللہ تعالیٰ کو ایسا پسند ہے؟ تو مجھے یہ دکھایا گیا ہے۔

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۸۰ [2] مشکوٰۃ شریف ص ۵۸۰

دِکھانا اور اُس کی حکمت :

دکھانا تو اِس حکمت سے تھا کہ میں تم سے وہ پوچھوں اور اُس کو پھر اُمت کو بتایا جائے کہ یہ وہ عمل ہے یہ مطلب تو نہیں تھا کہ اَب بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِتنے زیادہ آگے بڑھ چکے تھے کہ رسول اللہ ﷺ سے بھی آگے بڑھ گئے یہ تو کسی کے وہم وگمان میں بھی بات نہیں ہے تو حضرتِ بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ایسا عمل بتاؤ جو تم کرتے ہو جس پر تمہیں اُمید ہوتی ہو کہ یہ عمل میرا ایسا ہے کہ اِس کی وجہ میں اللہ نے یہ دکھایا کہ جنت عطاء فرمائیں گے اَرْجٰی عَمَلٍ.

قرآن وحدیث میں آئندہ کو گزشتہ سے تعبیر کرنے کی حکمت :

وہاں کا حال یہ ہے اُس عالَم کا کہ جو کچھ ہونے والا ہے وہ ایسے ہے جیسے کہ ہو چکا۔ تو قیامت کا ذکر جہاں آتا ہے اُس میں جہاں مناظر آتے ہیں کہ یہ ہوگا یہ ہوگا یہ ہوگا وہ بھی ایسے ہی آتے ہیں جیسے کہ ہو چکے ہوں کیونکہ ہونا اُسی طرح ہے اور اُس میں کوئی رُکاوٹ ڈالنے والا ہے ہی نہیں کیونکہ وہ اللہ کرے گا تو اُس کے کام میں کوئی رُکاوٹ کا سوال ہی نہیں، تصور ہی نہیں تو جو قیامت میں باتیں ہوں گی اُن کو ایسے ذکر کیا گیا جیسے ہو چکیں ہوں حالانکہ اَبھی ہو نہیں چکیں وَنَادٰی اَصْحَابُ النَّارِ ،وَنَادٰی اَصْحَابُ الْاَعْرَافِ، وَنَادٰی اَصْحَابُ الْجَنَّةِ . سب ماضی کے لفظ سے ہیں جنت والوں نے آواز دی اعراف والوں نے آواز دی جہنم والوں نے آواز دی تو اُنہوں نے یہ جواب دیا یہ جواب دیا حالانکہ ابھی قیامت بھی نہیں آئی ہے وہ بات بھی نہیں ہوئی ہے مگر ذکر ایسے فرمایا جیسے کہ وہ گزری ہوئی بات ہے کیونکہ اُس بات کے ہونے میں کوئی تخلُّف ہے ہی نہیں، ہونا ہی اُسی طرح ہے تو جب یہ بات ہو کہ ہونا ہی اُس طرح ہے تو ہوئی وِی بات اور ہونے والی بات سب ایک جیسی ہے۔

تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو جب بڑا ستایا گیا تو خرید لیا، جب خرید لیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ایک دن اُنہوں نے کہا کہ اگر آپ نے مجھے اپنے کام کے لیے خریدا ہے پھر تو آپ اپنے پاس رکھیں اور میں خدمت انجام دُوں گا تکالیف بھی بڑی زبردست اُٹھائی تھیں اُنہوں نے بڑے ثابت قدم رہے اِسلام پر۔ تو اِنہوں نے کہا کہ اگر خدا کے لیے خریدا ہے مجھے تو پھر مجھے چھوڑ دیجیے اور اللہ کے کام کو معاملے کو چھوڑ دیجیے میرا اور خدا کا معاملہ ہے وَاِنْ کُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَیْتَنِیْ لِلّٰہِ فَدَعْنِیْ وَعَمَلَ اللّٰہِ[1] اُسی کو نقل

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۸۰

کرتے ہیں حضرتِ عمرؓ کہ ابوبکرؓ ہمارے سردار ہیں اور اُنہوں نے ہمارے سردار یعنی بلالؓ کو آزاد کیا۔

تحیۃ الوضوء اور ہمیشہ باوضو رہنے کی فضیلت :

آقائے نامدار ﷺ نے اُن سے پوچھا کونسا عمل ایسا ہے؟ اُنہوں نے کہا مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ میں وضو سے رہتا ہوں شاید یہ عمل ہے تو جب وضو کی ضرورت ہوتی ہے تو پھر وضو کر کے دو نفلیں بھی پڑھ لیتا ہوں گویا تحیۃ الوضو بھی ہو گیا اور باوضو رہنا بھی ہو گیا۔

کم کھانے کے فوائد :

اَور وہ لوگ باوضو رہ بھی سکتے تھے اُن کی خوراک ہی بہت تھوڑی تھی۔ پیٹ میں گڑ بڑ یا ریاح وغیرہ یہ کوئی چیز ہی نہیں تھی پانی وہاں پیا ہی کم جاتا ہے پیشاب وغیرہ کا بھی معاملہ نہیں زیادہ اور چائے تھی ہی نہیں اور لسّی پیتے تھے ٹھیک ہے دُودھ میں پانی ڈال کر ٹھنڈا کر کے، دُودھ ٹھنڈا پانی ڈال کر پینا بلو کر پینا اُسے، یہ ایک لسّی ہوئی دُودھ کی لسّی یہ ثبوت ملتا ہے اِس کا، رسول اللہ ﷺ نے افطار بھی فرمایا ہے اُس سے۔

چوری کرنا باطنی مرض ہے صرف غربت اِس کی وجہ نہیں ہے :

تو یہ اُن کا کھانا پینا برائے نام تھا کپڑے پہننے کو نہیں میسر آتے تھے سر ڈھکنے کو ٹوپی نہیں میسر آتی تھی پورا تن ڈھکنے کو دو کپڑے میسر نہیں آتے تھے۔ اَب کہتے ہیں کہ اگر چوری کی حد نافذ کر دی تو پھر بہت لوگوں کے ہاتھ کٹ جائیں گے اور لوگوں میں غربت ہے اور لوگوں میں یہ ہے اور وہ ہے۔ جب اَحکام یہی اُترے ہیں اور اُس وقت تو اَب سے بہت زیادہ غربت تھی اور اُن پر عمل ہوا ہے اور احکام پر عمل کرنے سے پھر برکات ظاہر ہوئی ہیں بعد میں، پہلے اُنہوں نے اطاعت کی ہے قربانیاں دی ہیں پھر اُس کے ثمرات مرتب ہوئے نتائج سامنے آئے۔ تو آج تو اُس غربت کا کوئی سوال ہی نہیں ہے اُس طرح کی کیفیت کا جو اُس وقت اُن کے زمانے میں حال تھا۔

غربت کے باوجود چوری ڈاکہ سے بچنا بلکہ تقوی اختیار کرنا :

حضرت ابوہریرہؓ بے ہوش ہو جاتے تھے کہتے تھے لوگ یہ سمجھتے تھے کہ مجھے کوئی دورہ پڑا ہے حالانکہ دورہ نہیں ہوتا تھا بھوک کی شدت سے میں بے ہوش ہو جاتا تھا اور رسول اللہ ﷺ کوئی کوئی چیز ایسی آجاتی

تھی وہ ہم میں بانٹ کر خود تناول فرمایا کرتے تھے کیونکہ جہاں دولت کدہ تھا اُس کا ایک دروازہ مسجد کی طرف تھا اَور مسجد ہی کے اَندر ایک حصّے میں یہ لوگ رہتے تھے جو اصحابِ صُفّہ تھے جو طالبِ علم تھے رسول اللہ ﷺ کے اور یہ حال جو ہے یہ ۷ھ کے بعد کا ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ۷ھ میں مسلمان ہوئے ہیں خیبر فتح ہوگیا ہے صلح حدیبیہ ہوچکی ہے وغیرہ وغیرہ پھر بھی یہ حال تھا صحابۂ کرام کا نہ تن ڈھکنے کو پورا سکون کے ساتھ کپڑا اور نہ کھانے کے لیے کوئی سامان و بندوبست، اُنہیں باوضو رہنا مشکل اِتنا نہیں تھا ہمارے یہاں تین وقت کھاتے ہیں بلکہ چار وقت موقع مل جائے تو صبح کا ناشتہ اَلگ ہے دوپہر کا کھانا اَلگ ہے شام کو چائے کے ساتھ کچھ ہوگا پھر رات کو کچھ ہوگا چار وقت کھاتے ہیں تو پیٹ خراب رہتے ہیں بیماریاں پیدا ہوتی ہیں قسم قسم کی، اُن کے یہاں یہ تھا ہی نہیں۔ وہ کہتی ہیں حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایسا کبھی بھی نہیں ہوا کہ روٹی ہو سالن ہو اور تین دن پیٹ بھر کر کھالیں کبھی ہوا ہی نہیں خُبْزٍ مَادُوْن روٹی ہو سالن ہو اور تین دن پیٹ بھرنا میسر آجائے ایسا رسول اللہ ﷺ کی حیات میں نہیں ہوا ہے اَزواجِ مطہرات یہ بیان فرماتی ہیں وہ کہتی تھیں کہ دو دو مہینے گزر جاتے تھے کہ ہمارے گھروں میں آگ نہیں جلتی تھی تین چاند دیکھ لیتے تھے ہم، تین چاند ہوجائیں گے ایک پہلی اور پھر چاند تیسویں کا اَور پھر تیسویں کے بعد دو مہینے، وہ پوچھتے پھر آپ کیسے گزارا کرتی تھیں کیا غذا ہوتی تھی اُنہوں نے کہا کہ اَسْوَدَانِ اَلتَّمْرُ وَالْمَآءُ یہ پانی اور کھجور اِسی پر گزارا کر لیتے تھے۔

حضرتِ بلال رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ مجھے جو عمل ایسا لگتا ہے کہ جس پر شاید اللہ کو یہ عمل باقی اعمال میں پسند ہو وہ یہ ہے کہ بغیر وضو نہیں رہتا اور جب وضو کی ضرورت ہوتی ہے میں وضو کرتا ہوں تو دو نفلیں پڑھ لیتا ہوں تحیۃ الوضو میں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہی عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کو اِتنا پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم اور فضل و کرم سے ہمیں آخرت میں اِن کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ اختتامی دُعاء..............